بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادگارِ شیخ الاسلام ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری
ہفت روزہ
مجلہ اہلحدیث

صدقِ خلیل بھی عشق صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

مدیر
حکیم اجمل خاں

۲ر اپریل ۱۹۸۴ء
۲۹ر رجب ۱۴۰۴ھ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون ہے جو مجھ سے یہ چند باتیں سیکھ لے، پھر وہ خود اُن پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے؟" میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔" تو آپ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیا اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں:

۱۔ جو چیزیں اللہ نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچو، اور اُن سے پُورا پُورا پرہیز کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

۲۔ اللہ نے تمہاری قسمت میں جو لکھا ہے اس پر راضی ہو جاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو تم بڑے بے نیاز اور دولت مند بن جاؤ گے۔

۳۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو تم مومنِ کامل بن جاؤ گے۔

۴۔ تم اپنے لیے جو چاہتے اور پسند کرتے ہو وہی دوسرے لوگوں کے لیے بھی چاہو اور پسند کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی اور پورے پورے مسلمان ہو جاؤ گے۔

۵۔ زیادہ مت ہنسا کرو۔ کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مُردہ کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

مولانا عبد الحق سلفی بستوی

حق کی تلاش

ان سوالات کا حل تلاش کیجئے

امت مسلمہ کے اندر اس وقت جو فساد، بگاڑ اور انتشار و فرقہ بندی نظر آ رہی ہے اس کو دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں مختلف سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان سوالات پر سنجیدگی سے غور کریں۔ ان کا حل تلاش کریں۔ اور حق تک پہونچنے کی کوشش کریں۔ اور سنجیدہ و مدلل جواب دستیاب ہو جائے تو ہم کو بھی مطلع فرمائیں۔

۱۔ تقلید کی تعریف اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے یعنی واجب یا فرض یا حرام۔

۲۔ جس شخص نے مسائل کو دلائل سے جانا ہو، اس پر تقلید واجب ہے یا حرام۔

۳۔ علماء مقلد ہیں یا غیر مقلد جبکہ حنفی مذہب کے اصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت میں ہے۔ المقلد لیس بعالم (مقلد عالم نہیں) یعنی جو عالم ہے وہ مقلد نہیں۔

۴۔ کیا تقلید اور اتباع میں کچھ فرق ہے۔ اور تقلید کا حکم قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

۵۔ تقلید شخصی کی کیا تعریف ہے۔ تقلید شخصی خیر القرون میں تھی یا نہیں۔ اگر نہیں تھی تو لوگ مقلد تھے یا غیر مقلد، اور یہ کب سے شروع ہوئی۔ اگر اسے بعد کے لوگ دینی امر سمجھ کر کریں تو بدعت تو نہیں۔ بدعت کسے کہتے ہیں۔

۶۔ مجتہد کو تقلید کا حکم ہے یا نہیں۔ کیا چاروں اماموں نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا۔ اگر نہیں تو کس کے حکم سے کی جاتی ہے۔

۷۔ چاروں اماموں سے پہلے خلفاء اربعہ کی تقلید ہوتی تھی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوتی تھی تو کیوں؟ اگر ہوتی تھی تو آج ان کی تقلید کیوں نہیں ہوتی۔ کس نے منع کیا۔

۸۔ ائمہ اربعہ اور ان کے زمانہ کے لوگ کس امام کی تقلید کرتے تھے۔ اور یہ واجب تھی یا فرض اور اگر نہیں کرتے تھے تو کیا یہ لوگ غیر مقلد تو نہیں تھے۔

۹۔ چاروں اماموں نے جن اساتذہ سے علم حاصل کی وہ اساتذہ افضل تھے یا مفضول۔ اگر افضل تھے تو ان کی تقلید کیوں نہیں ہوتی۔

۱۰۔ تمام صحیح حدیثیں کسی ائمہ اور مجتہدین کو ملیں۔ اگر ملیں تو کسی صحیح حدیث پر ہر مجتہد اور امام کو عمل کرنا چاہیے یا چار یا متعدد حصوں میں بانٹ لینے کا حکم ہے۔

۱۱۔ چاروں امام افضل تھے یا چاروں خلیفہ اگر خلفاء افضل تھے تو افضل کو چھوڑ کر مفضول کی تقلید کیوں ہوتی ہے۔

۱۲۔ چاروں اماموں کے قول بہت سے مسائل میں مختلف ہیں تو چاروں برحق کیسے ہوئے۔ اگر چاروں برحق ہیں تو ایک کی تقلید واجب اور باقی کی حرام کیوں۔

۱۳۔ ائمہ اربعہ کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی ہجری میں نہ تھا تو پہلی صدی کے لوگ مقلد تھے یا غیر مقلد، ان کی نجات ہوگی یا نہیں۔ جبکہ وہ خیر القرون تھا۔

۱۴۔ اگر اسلام دائرہ ہے چار برحق اماموں میں تو اگر کسی شخص نے صرف ایک ہی امام کی تقلید کی تو کیا اس کو پورا اسلام ملا۔ ایسا تو نہیں کہ صرف ایک حصہ ملا ہو۔ باقی تین حصے چھوٹ گئے ہوں۔ چاروں اماموں کی تقلید کے لئے عمر یا دن کے چار حصے کرنے ضروری تو نہیں۔

۱۵۔ چاروں اماموں کے نام سے منسوب ہو کر اسلام کے چار ٹکڑے جو چوتھی صدی ہجری میں ہوئے جو کہ خیر القرون نہیں تھا تو یہ گروہ بندی تفرق فی الدین تو نہیں جسے قرآن نے دلائل قواہر کر سختی سے روکا۔ یا اماموں نے الگ الگ جھنڈا دے کر گروہ بندی کا حکم دیا تھا۔

۱۶۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف امام اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا۔ یا چاروں اماموں کے جھنڈے الگ الگ ہوں گے حوض کوثر پر شفاعت نبی کرائیں گے یا اماموں کو بھی اجازت ہوگی۔

۱۷۔ اجماع کی تعریف کیا ہے۔ اجماع کن کن لوگوں کا معتبر ہے۔ کیا تقلید شخصی پر اجماع ہے۔ اگر ہے تو کن لوگوں کا کب اور کہاں ہوا۔

۱۸۔ مجتہد کس کو کہتے ہیں۔ ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی امام اور مجتہد ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو ایک ہی کی تقلید واجب اور باقی کی حرام کیوں۔

۱۹۔ قرآن و حدیث کا مطلب مقلد بھی سمجھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر سمجھ سکتا ہے تو دلیل بھی پکڑ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دلیل پکڑے تو غیر مقلد تو نہیں ہو جائے گا۔

۲۰۔ اگر کسی مقلد عالم کو کوئی صحیح حدیث مل جائے جو اس کے امام کے قول کے خلاف ہو تو اس عالم کو کیا کرنا چاہیے۔ اگر وہ یہ کہہ کر حدیث کو ٹال دے کہ ہمارے امام کا مسلک یہ نہیں ہے تو وہ مسلمان رہا یا نہیں۔

۲۱۔ اگر چاروں امام مسائل کو قرآن و حدیث سے لیتے رہے تو آج علماء کو مسائل قرآن و حدیث سے لینے میں غیر مقلد بن جانے کا خوف کیوں۔

۲۲۔ فقہ کی موجودہ کتابوں میں سے ایک بھی امام ابو حنیفہ کی تصنیف نہیں ہے۔

مولانا حافظ عبدالمتین میمن جوناگڈھی

مسئلہ طلاق میں حنفی بھائیوں کیلئے سب سے زیادہ آسانی ہے

ایک سوال اور اُس کا جواب

میرے پاس ایک کٹے ہوئے حنفی گھرانے کے چند بھائی آئے۔ کٹے پٹے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اُن کے گھرانے کی بیٹی کو اُن کے لائق فائق داماد نے یکمشت تین طلاقیں لکھ کر بھیج دیں۔ تینوں طلاقوں سے جب لڑکی کا گھر لٹ گیا تو لڑکی والوں کی بھی حالت خراب تھی

اور جب اُن کے علماء نے تینوں طلاقوں پر میاں بیوی کی جدائی کی وعید شدید سنادی تو اُن کی حالت بھی لٹے ہوئے شخص کی طرح ہو گئی۔ لائق فائق داماد اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس نوآموز نوجوان نے چھوٹی موٹی باتوں پر بھڑک کر ہولناک یعنی جھٹا بند جو طلاقیں دی تھیں غصہ دور ہونے کے بعد سنجیدگی سے وہ آرزو کرنے لگا کہ یہ طلاقیں رجعی میں تبدیل ہو جائیں۔ تاکہ جدائی کے بجائے ملاپ کی صورت نکلے۔ اور خانہ بربادی کے بجائے خانہ آبادی نصیب ہو۔ جیسا کہ میرے ساتھ، میرے باپ کے ساتھ، میرے استاذوں کے ساتھ اور پچھلے زمانے سے اب تک تقریباً تمام علماء اہل حدیث کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ ایک بار پھر میرے ساتھ وہی واقعہ پیش آیا۔ یعنی مذکورہ حضرات میرے پاس تشریف لائے اور انھوں نے بڑے درد سے یہ طلاقوں کا معاملہ بتایا۔ اور بڑے ادب سے بولے کہ ہم تو صحیح حدیث کو مانیں گے آپ بتلایئے کہ خانہ آبادی پھر سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ میں نے جب دیکھا کہ صحیح حدیث کو جاننے کے لئے ان کے اندر ذرا سی بیداری پیدا ہوئی۔ تو میں نے انھیں پوری طرح بیدار کرنے کے لئے کہا کہ صحیح حدیثیں مسئلہ طلاق ہی میں نہیں اور بھی بہت سے مسائل میں انشاء اللہ صحیح حدیثیں مل جائیں گی۔ اس پر وہ خاموش رہ گئے۔

جب تک انسان کو درد آشنائی اور دلسوزی نصیب نہ ہو، اسے حق طلبی و صداقت پرستی کی تڑپ اور لگن نہیں مل سکتی۔ اب آپ قیامت کے دن کی حالت بڑی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ جب دردناک عذاب اور دلسوز حقائق اور روح فرسا پکڑ دھکڑ سے لوگ دوچار ہوں گے تو کافر و مشرک اور دہریہ تک دل و جان سے اور آنسوؤں کی دھار کے ساتھ یہ اقرار کرے گا کہ ہمیں دنیا میں لے خدا بھیج دے۔ ہم مومن بن کر آئیں گے (سورۂ شعراء) کہیں گے کہ ہم دوستوں کا راستہ نہ اپناتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ پکڑتے تو اچھا تھا (سورہ فرقان) لیکن یہ درد آشنائی اور دلسوزی کے ساتھ حق طلبی اور صداقت پرستی کا اقرار دار الحساب یعنی آخرت میں بے کار ہے۔ لیکن دنیا میں بہت کار آمد ہے۔ اور جس کو یہ چیز ملی وہی مومن ہے۔ چنانچہ جب مومن آپ کی نگاہوں کے سامنے آئے گا تو درد، تڑپ، لگن، دلسوزی، نالۂ نیم شبی، آہ و بکا، تضرع و زاری، رجوع، انابت الی اللہ، توبہ، سجدہ ریزی اور حق پرستی وغیرہ کے انمول زیور سے آراستہ اور مزین ہوگا ایسے ہی مومن کے لئے ساری بشارتیں اور آسمانی برکتیں اور زمین کے ایک ایک ذرّے کی بہار کیا دین مخصوص ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم آمین۔

مسئلہ طلاق میں درد سے دوچار ہونے والے یہ حضرات جب میری بات پر خاموش ہو گئے تو میں نے عرض کیا کہ بھائیو، صحیح حدیث کے مطابق فیصلہ خود آپ کے مذہب میں موجود ہے۔ ابھی دونوں میں جدائی نہیں ہوئی۔ بلکہ میاں بیوی آپس میں رجوع کر سکتے ہیں۔ یہی بات ان پریشان حال لوگوں کے لئے منزل مقصود اور گوہر مطلوب تھی۔ چنانچہ کچھ حیرت اور کچھ خوشی کے ساتھ کہنے لگے۔ کیا یہ ہمارے حنفی مذہب میں ہے۔ مگر ہمارے علماء نے تو میاں بیوی کے ملاپ اور آبادی کو حرام بتایا ہے۔ میں نے بتایا کہ آجکل کے علماء حنفیہ حرام بتا رہے ہیں۔ لیکن آپ کے مذہب کے فتوے اور فیصلے اور فقہاء کرام بالکل صحیح حدیث کے مطابق ہی راہ دکھا رہے ہیں۔ اس لئے آپ کو دکھانے کے لئے اہل حدیث بننے اور صحیح حدیث کا نعرہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ اپنے مذہب کی رو سے سوال کیجئے اور استفتاء لکھ کر دیجئے۔ چنانچہ انھوں نے حسب ذیل استفتاء لکھ کر دیا۔ اور اس کے بعد میں نے جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں ایک پرچے پر تین طلاقیں لکھ کر بھیج دیں۔ ایسی حالت میں رجوع اور خانہ آبادی کی کوئی صورت ہے قرآن و حدیث سے حنفی مذہب کے مطابق فیصلہ فرمایئے۔

(سائل کا نام نہیں دیا جا رہا ہے بلکہ سائل ہر وہ شخص ہے جو طلاق میں ایسی صورت سے دوچار ہو اور یہ مندرجہ ذیل جواب بھی ہر ضرورت مند کے لئے ہے)

... ...

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چاروں اماموں میں سے دو امام تو ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہمارے امام سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بالکل حرام اور بدعت بتایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"طلاق بدعی حرام ہے وہ یہ کہ حیض میں طلاق دے یا جس طہر میں وطی کی ہو اس میں طلاق دے۔ یا یکبارگی تین طلاق دے۔"

حوالجات:- (۱) عین الہدایہ جلد دوم ص ۱۴۳ (۲) نور الہدایہ ص ۲۶۴ (۳) غایۃ الاوطار جلد دوم ص ۹۰ (۴) احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق ص ۱۲۸ (۵) ضروری اردو ترجمہ قدوری ص ۱۶۳

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو طلاق (ایک ساتھ تینوں) دینا حرام ہے وہ اگر دے دی جائے تو وہ منعقد اور واقع بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وہ واقع ہو جاتی ہے مگر ایک ہی۔

"بعضوں کے نزدیک تین طلاق ایک جلسے میں ایک طلاق ہوگی۔" (نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ، ص ۲۶۴)

حنفی مذہب کی یہ اجازت خانہ برباد لوگوں کے لئے ایک بشارت اور نوید مسرت سے کم نہیں ہے۔ افسوس کہ مذہبی علماء اپنے ہی گھر کی ان شہادتوں کو چھپا جاتے ہیں۔ اور معاملہ یہیں پر نہیں رکتا بلکہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

اعلام الموقعین جلد دوم ص ۲۶ پر بیان فرماتے ہیں:

"فافتی بہ عبدُ اللہِ بنُ عباسٍ والزبیرُ بنُ العوامِ وعبدُ الرحمٰنِ بنُ عوفٍ وعلیٌّ وابنُ مسعودٍ وامّا التابعونَ فافتی بہ عکرمۃُ وطاؤسٌ وامّا تابعو التابعینَ فافتی بہ محمدُ بنُ اسحاقَ وغیرُہ وخلاسُ بنُ عمروٍ والحارثُ العکلیُّ وامّا اتباعُ تابعی التابعینَ فافتی بہ داؤدُ بنُ علیٍّ واکثرُ اصحابِہ وافتی بہ بعضُ اصحابِ مالکٍ وافتی بہ بعضُ الحنفیۃِ وافتی بہ بعضُ اصحابِ احمدَ"

ترجمہ: اور یہی فتویٰ (ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا) حضرت عبد اللہ بن عباس اور زبیر بن عوام اور عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے دیا ہے اور تابعین میں سے حضرت عکرمہ اور امام طاؤس رحمہما اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ اور تبع تابعین میں سے یہی فتویٰ محمد بن اسحٰق وغیرہ اور خلاس بن عمر اور حارث عکلی نے بھی دیا ہے۔ اور تبع تابعین کے شاگردوں میں سے داؤد بن علی اور ان کے اکثر اصحاب نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ اور امام مالکؒ کے بعض ساتھیوں نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے اور بعض حنفی فقہاء کرامؒ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کے بعض اصحاب نے یہی فتویٰ دیا ہے۔"

علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۹ ص ۵۳۷ پر لکھتے ہیں۔

"امام طاؤسؒ، محمد بن اسحاقؒ، ابن ارطاۃؒ، امام نخعیؒ، محمد بن مقاتلؒ اور ظاہریہ گروہ کے حضرات اس طرف گئے ہیں کہ اگر خاوند ایک ساتھ تین طلاقیں دیدے تو وہ ایک ہی واقع ہوگی۔ ان لوگوں نے ابو صہباؓ کی اس روایت سے دلیل لی ہے جو صحیح مسلم میں ہے۔"

مذکورہ بالا نامور ہستیوں پر نظر ڈالئے۔ جن میں سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلوم ہو چکا کہ ان کے نزدیک تین طلاق دینا ہی حرام ہے۔ اور اگر تینوں کسی نے دے دیں تو حنفی مذہب کے اصل الاصول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ ایک ہی ہے۔ حنفی مذہب کے راوی مقبول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی صرف ایک ہی طلاق ہوئی۔ حضرت امام اعظمؒ کے استاذ امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظمؒ کے شاگرد امام محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہ ایک ہی طلاق ہے۔ اور بھی دیگر چند فقہاء حنفیہ کے نزدیک بھی وہ ایک ہی طلاق ہے۔ جس میں رجوع کرنے کا حق ہے۔ اگر عدت کے اندر ہو۔ اور اگر عدت کا زمانہ تین ماہ دس دن گزر چکے ہوں تو بغیر حلالہ کے نیا نکاح کر لیا جائے۔

جب مذکورہ بالا اتنا عظیم الشان فتویٰ موجود ہے تو پھر وہ نوجوان جوڑا جو غصہ یا وقتی اشتعال پر طلاق دے کر پریشان ہے اور دل و جان سے چاہتا ہے کہ اس کا گھر برباد نہ ہو۔ اسے آباد کر دینا چاہیئے پریشان حال کو اور زیادہ تباہ کرنا ہرگز درست نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا تو آپ اسے تسلی دیتے اور اس کا گھر آباد فرما دیتے تھے۔ چنانچہ مسند احمد جلد اول ص ۲۶۵ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ بنی مطلب کے بھائیوں میں سے رکانہ بن یزید نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں۔ اور طلاق دینے کے بعد ان کو بڑا شدید رنج ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے طلاق کس طرح دی ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں آپؐ نے پوچھا۔ کیا ایک ہی مجلس میں دی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تو ایک ہی طلاق ہے۔ تم چاہو تو اپنی بیوی سے رجوع کر سکتے ہو تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ طلاق (اس کے وقت پر) ہر طہر میں مانتے تھے۔"

بفضل تعالیٰ یہی فتویٰ اور دوسرے فتووں کو چھوڑ کر مان لیا گیا۔ اور خانہ آبادی ہو گئی۔

مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری

فریضۂ حج اور مقدس مقامات میں آسانیاں

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں مومن کو مالی، جسمانی ہر دو طرح کی قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اس کی مشروط فرضیت ہوئی ہے۔ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اس فریضہ کی ادائیگی کرنے والوں کو بڑی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اور ان کی خدمات و راحت رسانی کو باعث فخر و سعادت تصور کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ زمانۂ قبل اسلام میں بھی مشرکین حاجیوں کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ لات جو عرب کا مشہور بت تھا وہ دراصل ایک نیک آدمی تھا۔ جو زمانۂ حج میں حجاج کرام کو ستو گھول کر کھلاتا تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا نام لات پڑ گیا۔ عربی میں لتّ یلت کے معنی گھولنا ہوتا ہے۔

اسلام میں حج اور حجاج کرام کو جو مقام بخشا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں مکمل ایک صورت کا نام ہی "الحج" رکھا گیا۔ مگر صلوٰۃ و صوم یا زکوٰۃ، کسی صورت کا نام نہیں رکھا گیا۔ یہ محض حج کی مشقت کی وجہ سے اس کو یہ مقام دیا۔

زمانۂ اسلام میں ہمیشہ حجاج کی راحت رسانی کا سامان بہم پہونچایا جاتا رہا۔ لیکن موجودہ سعودی حکومت میں جو اعلیٰ انتظامات کئے گئے ہیں اس کی نظیر دیگر حکومتوں میں نہیں ملتی ہے۔ سعودی حکومت سے قبل عرب میں جو بدامنی پھیلی ہوئی تھی اس کی وجہ سے زائرین حرم کو بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں ڈاکو راستے میں ان کو لوٹ لیتے تھے۔ آنے جانے کا معقول بندوبست نہیں تھا۔ لوگ پاپیادہ یا جانوروں پر سوار ہو کر آتے تھے۔ لیکن جزائے خیر عطا فرمائے شاہ عبدالعزیز مرحوم کو کہ اُن کے عہد حکومت میں ڈاکوؤں کا قلع قمع کیا گیا۔ شاہ سعود مرحوم کے دور میں کچھ سڑکوں کی تعمیر ہوئی۔ اور شاہ فیصل و شاہ خالد مرحوم کے عہد میں تو تمام عمدہ سڑکیں بنوائی گئیں۔ پلوں و سرنگوں کا انتظام کیا گیا۔ ان جدید انتظامات سے مقامات مقدسہ تک آنے جانے میں بڑی سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور اب موجودہ سعودی حکمراں جلالۃ الملک فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کی اولوا العزمی سے جو سہولیات و انتظامات ہوئے ہیں یا ہونے جا رہے ہیں ان کو دیکھ دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور بے ساختہ منہ سے اس حکومت کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

ہمارے وہ خوش نصیب اخوان جو ہماں زمانۂ حج میں پہونچ کر اپنی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشتے ہیں وہ تو موجودہ انتظامات و سہولیات سے براہ راست واقف ہیں لیکن جو حضرات اب تک اس سعادت سے بہرہ ور نہیں ہوئے ہیں ان کے افادہ کے لئے موجودہ انتظامات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ ان تمام انتظامات و سہولیات کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے۔ اور اخبارات میں اس کی تفصیل بھی آئی ہے جنھیں ہم نے یکجا کر کے حوالۂ قلم کر دیا ہے۔ امید ہے قارئین حضرات دلچسپی سے پڑھیں گے۔ اور حکومت سعودیہ کی ترقی و عروج کے لئے دعا فرمائیں گے۔ جن اعزار کرام پر زاد و راحلہ کے اعتبار سے حج فرض ہے وہ ان سہولیات کے پیش نظر عازم سفر ہوں گے۔ اور حکومت سعودیہ کے زمانہ میں حاصل ہونے والی راحتوں کو اپنی خوش نصیبی سمجھیں گے۔ واللہ الموفق۔

آج سے ۶۳ سال قبل حج کے بارے میں جو صعوبات و پریشانیاں تھیں اور آج کی طرح سہولیات کے نہ ہونے کی بنا پر جو دقتیں اور دشواریاں تھیں اُن کا اندازہ کرنے کے لئے ہم ایک حاجی عبدالسبحان صاحب شاہجہاں پوری کی داستان پیش کر رہے ہیں۔ حاجی صاحب موصوف ۶۳ برس پہلے اپنے والد صاحب کے ہمراہ حج کو گئے تھے اور وہ اس سال ۱۴۰۲ھ میں بھی تشریف لائے تھے محترم ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی نے پہلے اور آج کی سہولیات کے بارے میں حاجی صاحب موصوف سے ایک انٹرویو لیا جسے ہم اخبار "المدینہ" شمارہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۸۲ء کے حوالہ سے ناظرین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

حاجی عبدالسبحان صاحب کے حج کی سرگزشت

حکیم حاجی عبدالسبحان شاہجہاں پوری ۶۲ سال بعد سرزمین حرمین شریفین میں تشریف لائے ہیں۔ عمر ۸۳ برس ہے۔ ۱۹۰۰ء کی پیدائش ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ ۶۲ سال پہلے اور آج کے حج میں کیا فرق ہے؟ حاجی صاحب نے جو ایک ذی علم اور باذوق بزرگ ہیں۔ برجستہ فرمایا۔ کوئی فرق نہیں۔ زمین وہی، آسمان وہی، کعبہ مشرفہ وہی، انوار و تجلیات کی بارش وہی، کعبہ کے گرد پروانوں کا طواف وہی، قرآن وہی، اسلام وہی، پھر فرق کیا ہو سکتا ہے؟ ہم اس کے پاسبان ہیں، وہ پاسباں ہمارا۔ حاجی صاحب نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ ہاں، اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری حالات، انتظام و انصرام اور فریضہ کی ادائیگی کی سہولتوں میں کیا فرق ہے تو عرض کروں گا کہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں کا جغرافیہ ہی بدل گیا ہے۔ نہ وہ محلے ہیں، نہ وہ بازار،

نہ وہ سڑکیں ہیں، نہ وہ گلیاں، نہ وہ دکانیں ہیں، غرضکہ وہ بدامنی کا زمانہ تھا کہ آدمی کو جان و مال کا ہر قدم پر خطرہ رہتا تھا۔ آج امن کا ایسا دور دورہ ہے کہ لاکھوں کی مالیت کا سامان لے کر رات دن چلئے۔ کوئی کھٹکا نہیں۔

حاجی حکیم عبدالسبحان صاحب سے گزارش کی گئی کہ وہ اپنے پہلے حج کی روداد سنائیں۔ انھوں نے یہ دلچسپ کہانی یوں شروع کی۔

۱۹۲۱ء میں پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جب حج کا راستہ کھلا۔ اس وقت ہمارا قافلہ حج کے لئے بمبئی سے روانہ ہوا۔ میری عمر اس وقت ۱۳ سال کی تھی۔ اور تندرستی کے لحاظ سے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا۔ میرے والد ماجد خان بہادر عبدالحمید خاں ضلع کے کلکٹر تھے۔ انھوں نے ریٹائر ہونے کے بعد فیصلہ کیا کہ خواہ کوئی بھی خطرہ مول لینا پڑے، حج کا فریضہ ضرور ادا کرنا ہے۔ قافلہ میں میری والدہ اور دیگر اعزہ بھی تھے۔ ایک خادم بھی ساتھ تھا۔ جہاز میں کھانا پکانے کا سامان ہم لوگ لے کر چلے تھے۔ غلہ، جنس سب ساتھ تھا۔ میری والدہ کھانا پکاتی تھیں۔ جہاز چھوٹا تھا۔ کبھی کبھی پانی کی بوچھار سے سب کے چولھے سرد ہو جایا کرتے تھے۔ میٹھا پانی بھی مقررہ مقدار میں ملا کرتا تھا۔ خدا خدا کرکے چودہ دن بعد جدہ آیا۔ ہاں یہ کہنا ہی بھول گیا کہ جدہ سے پہلے ہم سب کو کامران اتارا گیا۔ اور وہاں قرنطینہ ہوا۔ سب کے کپڑے بھاپ دینے کے لئے لے لئے گئے۔ وہاں کی تکلیف کا تصور بھی آپ نہیں کرسکتے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو ایذا دینے کے لئے طرح طرح کے قوانین بنا رکھے تھے۔ کامران میں ہزاروں حاجی جاں بحق ہوگئے۔

جدہ اس وقت ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، جہاں ایک گلاس میٹھا پانی بڑی نعمت تھا۔ مچھر، مکھیاں۔ اور کیڑے مکوڑے اس قدر تھے کہ پوری پوری رات جاگ کر گذارنی پڑتی تھی۔ ہم لوگوں کو جو گھر ملا تھا، اس کی چھت پھونس کی تھی۔ اور وہ پھونس بھی اس درجہ شکستہ حال تھی کہ دن کی دھوپ براہ راست ہم لوگوں پر پڑتی تھی۔ دن کو دھوپ کی شدت اور رات کو مچھروں اور کیڑوں مکوڑوں کی بہتات ایک ایک منٹ گزارنا قیامت کا سامنا تھا۔ اس حال میں ہم لوگوں کو پانچ روز وہاں رہنا پڑا۔

جدہ کے قیام کے دو واقعات حافظے میں اب بھی موجود ہیں۔ ایک تو حضرت حوا رضی کے مزار پر جانے کا واقعہ اور دوسرا واقعہ بھی اسی طرح کہیں جانے کا تھا، جگہ کا نام یاد نہیں ہے۔ حضرت حواؑ کے مزار پر تین گنبد تھے۔ ایک سر کی جانب، دوسرا وسط میں اور تیسرا گنبد پیروں کی طرف، مزار کے گرد ایک بڑا احاطہ تھا۔ اس کے کئی دروازے تھے۔ ہم لوگ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر باہر نکلنے لگے تو بجائے اس دروازے کے جس سے داخل ہوئے تھے دوسرے دروازے سے نکل گئے۔ اس رخ پر فوجی بیرک تھی جس کو گشت کہتے تھے۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ راستہ کھلا ہوا ہے تو اس طرف چل پڑے۔ وہاں چند بدو پہرے دار تھے۔ انھوں نے نہ جانے عربی میں کیا کہا۔ اور پھر بغیر کچھ پوچھے مارنے کو دوڑے۔ میں اس وقت نوجوان اور طاقتور تھا جم کر مقابلہ کیا۔ بعد میں ترکی آفیسر تک معاملہ پہونچا اس نے پہرے داروں کو مجرم قرار دیا۔ اور اسی وقت حکم دے دیا کہ ان کی چھ ماہ کی تنخواہیں ضبط کر لی جائیں۔ اور بید کی سزا دی جائے، کیونکہ انھوں نے ناواقف حجاج کرام کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ مگر میرے والد نے اس ترک افسر سے کہا کہ اس طرح میرا حج خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس بدو کے بچے چھ ماہ تک روزی سے محروم رہیں گے۔ لہٰذا براہ مہربانی اس کی سزا معاف کر دیجئے۔ والد صاحب کے کہنے پر اس نے تنخواہ ضبط کرنے کی سزا معاف کر دی۔ اور ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے معمولی بید کی سزا دے کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگ کسی جگہ جا رہے تھے تانگے جیسی ایک سواری تھی جو چاروں طرف سے بند تھی۔ اس وقت سواریوں میں اونٹ، گدھے، خچر اور گھوڑوں کے تانگے ہوا کرتے تھے۔ کچھ دور جانے کے بعد کوچوان نے گھوڑوں کو اتنا تیز بھگایا کہ سواری قدآدم تک اچھلنے لگی۔ اور گھوڑے اپنے دو پیروں پر کھڑے ہونے لگے۔ ہم لوگوں نے بہت چیخ و پکار مچائی مگر بے سود جب کچھ دور جا چکے اور سواری معمول کے مطابق چلنے لگی تو کوچوان نے بتایا کہ میرے پیچھے جو تانگہ آ رہا تھا اسے لوٹ لیا گیا۔ اگر میں ذرا بھی چوکتا تو آپ سب قتل کر دیئے جاتے۔ اور آپ کے جسموں سے کپڑے تک اتار لئے جاتے۔ اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ اس وقت جدہ میں بدامنی کا کیا حال تھا

ہم لوگ پانچ روز کے بعد مکہ آئے۔ جدہ سے مکہ تک کی مسافت دو راتوں اور تین دنوں میں پوری ہوتی تھی۔ سواری اونٹ کی تھی۔ اونٹ پر ہودہ رکھا جاتا تھا جس کے دونوں جانب مسافر بیٹھا کرتے تھے۔ اور ان کو توازن قائم رکھنا پڑتا تھا۔ ورنہ ساربان چابک لگا کر توازن قائم رکھتا۔ اس لئے سونا تو الگ رہا کوئی اونگھ بھی نہیں سکتا تھا۔

مکہ کرمہ میں میرے معلم شیخ انیس عاصم عطاس تھے۔ شیخ صاحب بہت خلیق، دیندار اور مخلص عرب تھے۔ میرے والد کو شریف حسین والیٔ حجاز نے اپنا مہمان بنا لیا۔ اس لئے ہم لوگ قصر شاہی کے ایک بیرک میں آ گئے۔ کھانا بھی وہیں سے آتا تھا۔ پینے کے لئے میٹھا پانی ملا کرتا تھا۔

جب ہم لوگ منیٰ پہونچے اس وقت میری والدہ کی صراحی میں تھوڑا سا پانی بچ رہا تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ پیاس کی شدت سے ایک حاجی کی زبان منھ سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ جان کنی کے عالم میں مبتلا ہیں۔ والدہ صاحبہ نے جھٹ صراحی کا سارا پانی ان کے منھ میں انڈیل دیا۔ خدا کے فضل سے وہ موت کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ مگر ہمارے چھوٹے سے قافلے کے لئے ایک بوند پانی باقی نہیں رہا۔ جبکہ پانی کی فراہمی کا یہ حال تھا کہ نہر زبیدہ میں کوئی خرابی ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے پانی بالکل بند تھا۔ اور حاجی پیاس کی شدت کم کرنے کے لئے نہر زبیدہ میں جا کر مٹی اور ریت منھ میں لے کر چوستے تھے۔ اس سال سینکڑوں حاجی پیاس سے مر گئے۔

مجھ کو لوگوں نے بتایا کہ کچھ فاصلہ پر بدوؤں کی جماعت ٹھہری ہے۔ وہاں پانی مل جائے گا۔ وہ لوگ اپنے مشکیزوں سے پانی دے رہے ہیں۔ میں ایک صراحی

کے ہمراہ ادھر چل پڑے۔ بدوؤں نے اھلاً وسھلاً کہہ کر ہمارا استقبال کیا۔ جب ان کو اپنی پیاس کی شدت کا حال اشاروں سے سمجھایا تو انھوں نے پانی پیش کیا۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ پہلے اپنے والدین کو پانی پلائیں گے جو پیاس کی شدت سے تڑپ رہے ہیں۔ انھوں نے مشکیزہ ساتھ لیا اور ہمارے ساتھ چل پڑے۔ جب ہم لوگ اپنے خیموں کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ حکومت کی طرف سے پانی آ گیا ہے شریف حسین نے اونٹوں پر لدوا کر پانی کے مشکیزے بھجوا دیئے تھے۔ جو ہر حاجی کو ایک ایک صراحی تقسیم کیا گیا۔

کعبہ مشرفہ کے گرد اس زمانہ میں کالے پتھر کا فرش بچھا تھا۔ یہ پتھر ناہموار بھی تھے اور سخت گرم بھی۔ ہم نے جو پہلا طواف کیا تو گرمی سے بخار آ گیا۔ والدہ صاحبہ نے گاؤزبان کا عرق پلایا۔ خدا کا شکر ہے، اس دوا سے بخار اتر گیا۔

(۱) گرمی کی شدت (۲) پانی کی کمی (۳) روشنی کی کمی، (۴) راستے ناہموار اور افلاس کی شدت کا حال بیان سے باہر ہے۔ میرے والد نے اُس زمانہ کے پچاس ہزار روپے اہل حرم میں تقسیم کئے۔ لیکن ان تمام مصائب اور تکلیفوں کے باوجود حرم شریف اور کعبہ مشرفہ سے سب کو عشق تھا۔ اور اس کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ یہ شریف مکہ کے عہد کے آخری دن تھے اور بدامنی اپنے عروج پر تھی۔ اس کے بعد سعودی حکومت آ گئی۔ میرے والد اس حج کے بعد سعودی دور میں بھی حج کے لئے آئے تھے۔ سب سے اچھا کارنامہ اس حکومت کا یہ دیکھا کہ یہاں امن و امان قائم ہو گیا۔ اور ہزاروں حاجیوں نے رو رو کر ملتزم پر جو دعائیں کی تھیں وہ قبول ہوئیں کہ اس سرزمین پر حاجیوں کے جان و مال کا تحفظ ہو گیا۔ میرے والد صاحب پر مرحوم جلالۃ الملک عبدالعزیز ابن سعود کا خاص کرم تھا۔ ان کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور حسب طلب مشورے بھی دیتے تھے۔

اگر میرے بڑے بھائی کی علالت کا تار نہ آتا تو شاید ۱۱۱ وہ اپنے عزم کے مطابق مستقل ہجرت کر کے وہیں رہ جاتے

مگر یہ اللہ کو منظور نہ تھا۔ حکیم حاجی عبدالسبحان صاحب آج کل شیخ محمد سعید رحمت اللہ چیف رجسٹرار مکہ کے دولت کدہ پر بحیثیت مہمان مقیم ہیں۔ اور پچھلے حج کی روداد بڑے ذوق و شوق سے سناتے رہے۔

قارئین کو اس سفرنامے کی تفصیلات سے سعودی دور سے پہلے حج کی مشقتوں اور صعوبتوں کا اور تمام چیزوں کی پریشانیوں کا علم ہوا۔ مگر سعودی دور حکومت میں شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ کے وقت سے لے کر اب تک حجاج کرام کی راحت رسانیوں اور طرح طرح کی سہولتوں کے جو نت نئے انتظامات ہوتے جا رہے ہیں اس کے پیش نظر فریضہ حج کی ادائگی اب بالکل آسان اور سہل ہو چکی ہے آگے آنے والے ہمارے مضمون میں جو ۲۳ عنوانوں کے تحت ہے ان سہولتوں اور راحتوں کو آپ پڑھیں گے اور نت نئے انتظامات کا ذکر جمیل ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس میں کتاب کی طرح کوئی ترتیب نہیں ہے بلکہ اخبار کے مطالعے سے جو معلومات حاصل ہوتی رہیں اور جن کا میں نے مشاہدہ کیا ان کو قارئین کے افادہ کے لئے تاریخ وار لکھ کر یکجا کر دیا ہے۔ تاکہ حجاج کرام اور دیگر اخوان اس سے مستفیض ہو سکیں اللہ تعالیٰ مردانِ خدا کو فریضۂ حج کی ادائگی کا جذبہ اور مقامات مقدسہ پر حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔

عبدالرزاق شاکر گرہی گونڈوی

قسط نمبر ۶

اقبال اور قرآنی تلمیحات

۲۱- قرآن مجید نے دنیا کو لہو و لعب، کھیل تماشہ، دھوکے کی پونجی قرار دیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ یہ سب فریب نظر ہے۔ اور اس کی بے ثباتی اور زوال پذیری پر سیکڑوں دلیلیں دی ہیں۔ اقبال بھی یہی پیغام اہل جہاں کو سناتے ہیں ؎

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ

اے مسلمان، اگر تو نے اس فنا ہونے والی دنیا سے دل لگایا ہے تو بلاشبہ تو نے متاعِ غرور کا سودا کیا ہے۔ اقبال نے یہاں دنیا کی زندگی کو قرآنی تعلیم کے مطابق متاعِ غرور قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور

ایک دوسرے شعر میں علامہ اقبال نے بتایا ہے کہ یہ پرانا بت خانہ، یہ دنیا جہاں رنگ و بو کے لاکھوں بت رکھے ہوئے ہیں۔ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کافر تو اس طلسم رنگ و بو میں پھنس جاتا ہے۔ لیکن مومن اس طلسم کو توڑ دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس بت خانہ میں جتنے بت ہیں سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں ؎

صیاد ہے کافر کا نخچیر ہے مومن کا
یہ دیر کہن یعنی بت خانۂ رنگ و بو

علامہ اقبال نے دنیا کو "طلسم رنگ و بو" سے تعبیر کیا ہے۔ طلسم اور بت خانہ کے الفاظ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دنیا اور اس کی دلفریبی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مومن کا فرض ان بتوں کو پاش پاش کرنا نہ کہ ان بتوں سے دل لگانا۔ اقبال کا یہ لطیف نکتہ مذکورہ بالا آیت کریمہ سے ہی مستنبط ہے۔
(شرح ضرب کلیم ص ۳۹۳)

۲۲- علامہ اقبال کا خیال ہے کہ ناکامی و نامرادی کے بعد یا مشکلات کے گھیرے میں انسان کو ہمت ہار کر بیٹھ نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ حصول کامرانی اور حصول ترقی کے لئے ہر آن و ہر وقت کوشاں اور جہد کناں رہنا چاہیئے۔ اقبال مسلمانوں کو ہر لحظہ کتنی عمدگی اور دلکش اسلوب میں سرگرم عمل رہنے کی تلقین کرتے ہیں ؎

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قُم باذن اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قُم باذن اللہ

اے مسلمان! یہ سچ ہے جہاں دگرگوں ہے یعنی حالات سازگار نہیں ہیں۔ وقت ہم نوائی نہیں کر رہا ہے۔ تو حالات سے دوچار ہے، پر فکر کی کوئی بات نہیں۔ پرواہ مت کر، ہمت سے کام لے۔ اور سرگرم عمل ہو جا۔ دنیا کے حالات یقیناً تیرے موافق نہیں ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو پیش نظر رکھ، کہ حالات بدل گئے ہیں تو کیا ہوا۔ زمین و آسمان تو وہی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قوانین فطرت تو نہیں بدلے۔ اللہ کا قانون یہ ہے کہ جو شخص اس کی راہ میں کوشش کرتا ہے خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ ہجرت کا واقعہ اور غار ثور کا قصہ اس پر ایک دلیل روشن ہے۔ اقبال کا یہ شعر دراصل "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" (العنکبوت ۶۹) کی تفسیر ہے۔

ایک دوسرے شعر میں اس مضمون کو اس طرح باندھا ہے ؎

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر

اس شعر میں علامہ اقبال نے سالکانِ راہ خدا کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر ابتدا میں کچھ دشواریاں لاحق ہوں۔ یا نزول فیضان سماوی نہ ہوں تو ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ کا روز اول سے ہی یہ دستور اور سنت ہے کہ وہ ان لوگوں پر ہمیشہ اپنا فضل و کرم نازل کرتا ہے۔ اور انعام و اکرام سے نوازتا ہے جو اس کے حصول کی خاطر جد و جہد اور پیہم کوشش کرتے ہیں۔ انجام کار نالوں کا جواب بھی آتا ہے اور حجاب بھی اٹھ جاتے ہیں۔ مدعا یہ ہے کہ سالک اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاتا ہے۔ صدق من قال ؎

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہے
لوگ سچ کہتے ہیں کہ ڈھونڈنے سے خدا ملتا ہے

ایک اور مقام پر اپنے منفرد اسلوب میں اس نکتہ کو یوں بیان کرتے ہیں ؎

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیر پر آگیا تو یہی آسماں زمیں

شعر کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک آدمی فقر سے کام نہیں لیتا مقام فقر اسے بہت اونچا نظر آتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس مقام کا حصول بہت دشوار اور کٹھن ہے۔ مگر جب وہ ہمت سے کام لیتا ہے تو وصول الی اللہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تمام خیالات مذکورہ بالا آیت ہی سے ماخوذ ہیں۔
(شرح بال جبریل ص ۲۶۹ - شرح ضرب کلیم ص ۱۵۹ - ص ۴۱۹)

۲۳- اقبال انسان کو وعدہ خلاف گردانتے ہیں۔ اور اس پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ نے روز ازل میں جو اس سے وعدہ لیا تھا بالآخر اس نے اس وعدہ کو بھلا دیا ہے ؎

سُنے کوئی مری غربت کی داستاں مجھ سے
بھلایا قصۂ پیمانِ اولیں میں نے

اس شعر میں اقبال نے آیت قرآنی "الستُ بربکم قالوا بلیٰ" (الاعراف ۱۷۲) کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ انسان نے دنیا میں آکر اس عہد و پیمان کو فراموش کر دیا۔ اور بنی آدم کی اکثریت شرک میں مبتلا ہو گئی۔ حالانکہ خدا سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تیرے سوا کسی کو معبود نہیں بنائیں گے۔ (شرح بانگ درا ص ۴۱۲، مطالب بانگ درا ص ۴۳۰، مطالب ضرب کلیم ص ۲۷)

چنانچہ علامہ اقبال اپنے زمانہ کے صوفیاء کرام پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ بالکل سرد پڑ چکا ہے۔ اور اس حرارت کے فنا ہو جانے کا باعث یہ ہے کہ موجودہ دور کے صوفیوں میں بہت سے غیر اسلامی عقیدے راسخ ہو گئے ہیں ؎

محبانہ حرارت نہ رہی صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الَستُ

مطلب یہ ہے کہ ہمارے عہد کے صوفیوں میں وہ ایمان کی گرمی اور حرارت باقی نہیں رہی۔ جس کی برکت سے وہ ہر لحظ میدان حق کے مجاہد بنے رہتے تھے۔ اب تو وہ زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو اَلَستُ کی شراب پی رکھی ہے۔ خدا کی ہستی کے اسی اقرار کی مستی میں گم ہیں۔ جو ازل کے دن کیا تھا۔ درحقیقت یہ بے عملی کا ایک حیلہ اور بہانہ ہے۔

ان میں حق کی خاطر مٹنے اور ایثار و قربانی کی ہمت نہ رہی۔ وہ ہاتھ پاؤں توڑ بیٹھے۔ ظاہر یہ کر رہے ہیں کہ وہ خدا کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ موصوف کے مذکورہ بالا شعر میں "الستُ" اشارہ مذکورہ آیت ہی کی طرف ہے۔ (شرح ضرب کلیم ص ۷۰ - مطالب ضرب کلیم ص ۲۷)

۲۴ - زندگی نام ہے تغیر کا، انقلاب کا، جوش کا، جذبہ اور ولولہ کا، تقلید نام ہے جمود و تعطل کا، افسردگی و پژمردگی کا، اضمحلال آرزو کا، اس لئے اقبال ہمیشہ اس کی مخالفت کرتے رہے۔ کیونکہ وہ انسان میں جمود و تعطل پیدا کرتی ہے۔ اس کے عقل و خرد کو غارت و برباد کرتی ہے۔ ضمیر کی آواز پر پہرہ بٹھا دیتی ہے۔ قوت ایمانی کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ چنانچہ تقلید کورانہ کو باطل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

خیمہ زن ہو وادیٔ سینا میں مانند کلیم
شعلۂ تحقیق کو غارت گرِ کاشانہ کر

اقبال کی تعلیم یہ ہے کہ شعلۂ تحقیق سے اپنے آپ کو جلا کر سیاہ کر دے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و حدیث کا صحیح علم حاصل کر۔ تقلید کورانہ اور اسوۂ جاہلانہ سے احتراز و اجتناب کر۔ جس بات کا تجھے علم نہ ہو۔ اس کی پیروی مت کر۔ یہ تعلیمات "ولا تقف ما لیس لک بہ علم" (بنی اسرائیل ۳۶) کی مرہون منت ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر خود کشی کو تقلید سے بہتر بتاتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

اس حیات کی بنیادی اساس یہ بتائی ہے کہ مسلمان اپنی خودی کو فراموش نہ کریں۔ اور مقصد کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ سو ہمیشہ اقبال نے خودی اور "از خویشتن" آشنائی کی دعوت دی ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ خودی سے آگاہ ہونے کے بعد انسان عناصر اربعہ پر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ اور دنیا کی قیادت اور باگ ڈور اس کے ہاتھ میں آ سکتی ہے۔ (تعمیر حیات فروری ۱۹۶۸ء، اکتوبر ۶۷ء، شرح بانگ درا ص ۲۳۰)

۲۵ - یاس و قنوطیت، نامرادی و ناامیدی کے کورانہ خیالات و نظریات کی بھرپور تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ناامید و مایوس قطعاً نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہی قنوطیت و ناامیدی تو حضرت انسان کو انجام کار کافر بنا دیتی ہے ؎

نہ ہو نومید نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

موصوف کا یہ شعر قرآن کی جامع و مانع تعلیم "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" (الزمر آیت ۵۳)

کا پورا پورا مفہوم اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

(باقی آئندہ)

نئی کتابیں

ایامِ خلافتِ راشدہ

مصنف : مولانا عبدالرؤف رحمانی
قیمت : ۳۰ روپے۔ صفحات ۳۸۰
شائع کردہ : مکتبہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ معرفت بڑھنی بازار ضلع بستی (یوپی)

حضرت مولانا عبدالرؤف رحمانی حفظہٗ اللہ کو قدرت نے تحریر و تقریر دونوں صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ موصوف متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ "ایام خلافت راشدہ" بھی آپ کا ایک بہترین شاہکار ہے زیر نظر کتاب دوسرا ایڈیشن ہے۔ جس میں ایام خلافت راشدہ کے معاشی اسماجی اور عدل و انصاف پر مبنی واقعات کو درج کیا گیا ہے۔ جو نہایت ہی سبق آموز ہیں۔ اور امن و امان و انصاف کے بہترین دور کی یاد دلاتے ہیں۔ کتاب کے شروع میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کا مقدمہ ہے۔

سواء الطریق کمل

مصنف : مولانا حافظ عبدالعزیز محدث رحیم آبادی
قیمت : ۳۵ روپے
شائع کردہ : مکتبہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ (بہار)

اس سے قبل بھی یہ کتاب دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے سے شائع ہو چکی ہے۔ تاہم اس بار اسے نہایت اہتمام سے آفسیٹ پر طبع کرایا گیا ہے۔ یہ کتاب اصل میں صحیح بخاری اور مسلم کی احادیث کا مجموعہ ہے۔ جسے حضرت رحیم آبادی نے عوام کی آسانی کے لئے مشکوٰۃ شریف کی مدد سے اردو میں مرتب فرمایا تھا۔ کتاب میں دینی مسائل آ گئے ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی مفید ہے۔

ہر مسلمان کو اس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

... ...

دلائل ہستی باری تعالیٰ

مصنف : مولانا عبدالرؤف رحمانی
قیمت : درج نہیں
شائع کردہ : جامعہ سراج العلوم معرفت بڑھنی بازار ضلع بستی (یوپی)

زیر نظر کتاب میں وجود باری تعالیٰ پر مسلم و غیر مسلم مفکرین کے دلائل و اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ جو عقلی بھی ہیں اور نقلی بھی! نیوٹن اور ارسطو کا استدلال بھی ہے تو امام غزالیؒ اور مولانا روم کا بھی۔ غرض اپنے موضوع پر ایک عمدہ مجموعہ ہے۔ جو قابل مطالعہ ہے

الداءُ والدواء

مصنف : نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ
قیمت درج نہیں، صفحات ۱۹۲
شائع کردہ : مکتبہ التوحید۔ غفار منزل ایکسٹنشن، جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

یہ ایک مشہور کتاب ہے۔ جو عرصہ سے نایاب بھی تھی۔ جسے اب مکتبہ التوحید نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں امراض اور دفع ضرر کے لئے مختلف اوراد و وظائف درج کئے گئے ہیں۔

عقائد باطلہ کی تردید

مصنف : مولانا مختار احمد عالیادی
قیمت : ۶ روپے
شائع کردہ : مکتبہ التوحید، غفار منزل ایکسٹنشن جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

زیر نظر کتاب میں باطل دینی عقائد، بدعات و رسومات مثلاً حلوہ مانڈہ، سجدہ لغیر اللہ، میلاد عرس، تعزیہ وغیرہ کا رد ہے۔

سلطان (سالنامہ)

مصنف : محمود حسین۔ سید منظور احمد
قیمت : ۱۵ روپے
شائع کردہ : ٹیپو سلطان ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اینڈ میوزیم۔ مسجد اعلیٰ، سری رنگا پٹن کرناٹک ۵۷۱۴۳۸

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جنگ آزادی کے مشہور ہیرو اور اسلام پسند ٹیپو سلطان کے نام لیوا ان کے خاندان والوں اور قدر دانوں نے ادارہ قائم کیا ہے جس کی طرف سے سلطان کا سالنامہ شائع کیا گیا ہے۔

سالنامہ میں اردو، انگریزی اور کنڑ زبان میں ٹیپو سلطان اور ان کی حکومت کے بارے میں بہترین معلومات جمع کی گئی ہیں۔ خاص طور پر ان کی حکومت کے قدیم آثار کی تاریخ و احوال بھی اس میں موجود ہیں۔ ٹیپو سلطان مرحوم اور ان کی حکومت کے بارے میں تاریخی حالات جاننے والوں کے لئے یہ سالنامہ ایک عمدہ دستاویز ہے۔ اور اس کے مرتبین شکریہ کے مستحق ہیں۔

تحفۃ اہل الفکر فی مصطلح اہل الاثر (عربی)

تالیف : عبدالرحمٰن عبیداللہ الرحمانی المبارکپوری
مطبوعہ : مکتبہ رحمانیہ، رانی پورہ۔ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ
قیمت : ۴ روپے

زیر نظر کتاب اصطلاحات علم الحدیث کا ایک بہت عمدہ مجموعہ ہے۔ جو طالبانِ علم حدیث کے لئے شاندار تحفہ ہے جسے مولانا عبدالرحمان صاحب مبارکپوری نے بہت محنت سے مرتب فرمایا ہے — اہل فکر و دانش، محققین، مترجمین اساتذہ و طلبہ اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں۔
طباعت اعلیٰ، عمدہ ٹائپ اور گیٹ اپ شاندار ہے

متفرقات

کمیٹی مسجد اہل حدیث فاروقیہ وجے واڑہ

ادارہ اصلاح المساجد کے ماتحت تعمیر کیے جانے والی ایک مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی جس میں اطراف و اکناف کے علمائے اہل حدیث نے شرکت کی۔ جن میں مولانا محمد یحییٰ صاحب شولاپوری۔ مولانا محمد ثناء اللہ عمری۔ مولانا نذیر احمد محمدی۔ مولانا اسمٰعیل صاحب۔ مولانا سعید احمد عمری۔ مولانا عبد المالک عمری اور منظور احمد عمری قابل ذکر ہیں۔ سنگ بنیاد مولانا یحییٰ صاحب نے رکھا۔

اس نیک کام میں ادارہ اصلاح المساجد کمیٹی نے ہر قسم کا مالی تعاون بہم پہنچایا ہے، جس کے ہم شکر گزار ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کار سعید رمضان المبارک تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ

اللہ سے دعا ہے کہ خادمین کو صبر و ضبط سے کام کرنے کا حوصلہ عنایت ہو۔ آمین

راقم۔ عبد المنان

اعلان

مرکز التوعیۃ الاسلامیہ اور اس کے تحت چلنے والے معہد التعلیم الاسلامی و مدرسہ عثمان بن عفان لتحفیظ القرآن الکریم سے مولانا عبد العزیز صاحب سلفی گورکھپوری، قاری فضل الرحمٰن صاحب رحمانی ہاپوڑی، مولانا عبد الواجد صاحب فیضی گورکھپوری۔ ماسٹر محمد مسعود عالم صاحب آروی۔ ماسٹر ریاض احمد صاحب گونڈوی اور مولوی خیر اللہ صاحب اثری گورکھپوری دسمبر ۸۳ء سے از خود مستعفی ہو چکے ہیں۔ اور مذکورہ اداروں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمدردان، بہی خواہان مرکز التوعیۃ الاسلامیہ و معہد التعلیم الاسلامی و مدرسہ عثمان بن عفان لتحفیظ القرآن الکریم نوٹ فرمالیں۔ والسلام

عبد الحمید رحمانی

صدر مرکز التوعیۃ الاسلامیہ۔ نئی دہلی ۲۵

ضرورت حافظ و مبلغ

دار العلوم یوسفیہ ناگپور جماعت اہل حدیث کا قدیم دینی ادارہ ہے۔ جو خاموشی کے ساتھ دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ دار العلوم میں ایک حافظ قرآن خوش الحان کی فوری ضرورت ہے۔ جو شعبۂ حفظ کے فرائض بحسن وخوبی انجام دے سکے۔ اور رمضان میں نماز تراویح بھی پڑھائیں۔ نیز دار العلوم کو دو تجربہ کار سلفی مبلغ کی ضرورت ہے۔ جو فراہمی مال کے ساتھ ہی تبلیغی فرائض انجام دے سکیں۔ مذکورہ بالا حضرات کو معقول تنخواہ اور ہر ممکنہ سہولت دی جائے گی۔ ضرورت مند حضرات فوراً رجوع فرما کر تمام امور طے کر لیں۔

عبد الرشید خاں علیگ

صدر دار العلوم یوسفیہ تلسی باغ۔ ناگپور ۲

ضروری اعلان

مدرسہ دار العلوم محمدیہ امرڈوبھا میں ایسے ماہر ماسٹروں کی ضرورت ہے جو درجہ پانچ عصری علوم (سائنس جغرافیہ ہندی، حساب) کے علاوہ انگریزی پڑھانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہوں۔ قیام و طعام کے علاوہ مشاہرہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔ مجرب حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت یا خود ملاقات کر کے معاملہ طے کر سکتے ہیں۔ البتہ عقیدتاً سلفی ہونا لازمی ہے۔

پتہ: حکیم خورشید احمد انصاری ناظم اعلیٰ مدرسہ دار العلوم محمدیہ، امرڈوبھا، پوسٹ بکھرا ضلع بستی (یوپی)

آہ! جناب الیاس صاحب مرحوم

مینھک مدن پورہ بنارس کی ممتاز شخصیت جناب الیاس صاحب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی طبیعت اچانک خراب ہوئی تھی اور کچھ گھٹن محسوس کی۔ بعد ازاں حرکت قلب بند ہو جانے سے ان کی موت واقع ہو گئی۔

مرحوم بہت سی خصوصیات کے مالک تھے، وہ جامعہ سلفیہ اور مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کے رکن تھے۔ جماعت ان کے دور اندیشانہ مشوروں سے برابر مستفید ہوتی تھی۔ وہ جماعتی میٹنگوں میں پابندی سے شریک ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

★ عبد الرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جنہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آئے۔ اور اللہ کے بدترین بندے وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں۔ احباب کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں اور بے گناہ لوگوں پر ظلم کے خواہاں ہوتے ہیں۔

(احمد، بیہقی)

پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر، حکیم اجمل خاں، مطبوعہ، اعلیٰ پریس بلیماران دہلی۔ مقام اشاعت، جھکراوہ (براہ پونا ہانہ) فرید آباد ۱۲۱۰۰۳ (ہریانہ) ملکیت، مجلہ اہل حدیث ٹرسٹ

R.N. No. 30852/78 Regd. No. NW/FBD/2

MAJALLA AHLE HADEES
SHAKRAWA VIA PUNHANA FARIDABAD-121104